تفسیر نور العرفان (قسط ۳۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

① مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب (۱۹۷۱ء) لکھتے ہیں:

''ان آیات سے معلوم ہوا کہ حضور کو بدر میں آنے والی مدد کی خبر تھی، کیونکہ یہ آیات تائید میں آئیں، جن میں حضور کی غیبی خبروں کی تائید کی گئی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص103)

نبی کریم ﷺ بدر میں آنے والی مدد کو پہلے سے نہیں جانتے تھے، بلکہ جب آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ سے مدد کا وعدہ کیا، آپ نے صحابہ کو خبر دے دی۔ اس سے نبی کریم ﷺ کے علم غیب ثابت نہیں ہوتا۔

② مفتی صاحب سورت آل عمران (۱۲۸) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس آیت سے قنوت نازلہ منسوخ ہوئی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص104)

اس آیت سے قنوت نازلہ منسوخ نہیں ہوئی، کیونکہ؛

نبی کریم ﷺ سے نمازِ فجر میں قنوت پڑھنا ثابت ہے۔ (صحیح بخاری: ۱۰۰۲، صحیح مسلم: ۶۷۷) نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد نماز فجر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ (شرح معاني الآثار: ۲۵۰/۱، وسندہٗ صحیحٌ)، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ (شرح معاني الآثار: ۲۵۱/۱، وسندہٗ صحیحٌ) اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (شرح معاني الآثار: ۲۵۲/۱، وسندہٗ

صحیحؒ) سے قنوت پڑھنا ثابت ہے۔

③ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''شہید کی روح زندگی میں مقید ہے، مگر بعد شہادت ایک دم میں مدینہ منورہ پہنچ جاتی ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص113)

شہدا کی روحیں جنت میں بسیرا کرتی ہیں۔ دنیا میں واپس نہیں آتیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

شہدا کی روحین جنت میں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں، جو پرندے اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے لٹکی قندیلوں میں بسیرا کرتے ہیں۔ وہ روحیں کہتی ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں ہمارے جسموں میں لوٹا دے، تاکہ ہم دوبارہ تیری راہ میں قربان ہو جائیں۔

(صحیح مسلم: 1887)

④ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''شہدا کے جسم و روح دونوں ہی زندہ ہیں، اس لیے ان کے اجسام قبر میں گلنے سے محفوظ رہتے ہیں، جس کا بکثرت مشاہدہ ہوا، البتہ ان کی حیات ہماری حس سے بالاتر ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص114)

شہدا کو برزخی زندگی حاصل ہے، ان کے اجسام قبر میں گلنے سے محفوظ رہنے پر کوئی دلیل نہیں، صرف انبیائے کرام کے اجسام مقدسہ کو مٹی نہیں کھاتی۔

⑤ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حدیث میں ہے کہ جب کسی مسلمان کی بیوی اس سے لڑتی ہے، جو جنت

سے حور پکارتی ہے: اسے مت ستا، یہ ہمارے پاس آنے والا ہے۔ معلوم ہوا کہ حور دور سے سنتی، دیکھتی اور ہر ایک کے انجام کو بھی جانتی ہے۔ پھر ہمارے حضور ﷺ کے علم کا کیا پوچھنا؟ حضور تو اعلم الاولین و آخرین ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص113)

یہ روایت سنن ترمذی (۱۱۷۴) وغیرہ میں آتی ہے۔ اس کی سند حسن ہے۔ اللہ تعالیٰ حور کو باخبر کر دیتے ہیں، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حور دور سے سنتی اور دیکھتی ہے۔ اسی طرح ہمارے نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی آگاہی دے دیتا تھا۔ آپ ﷺ بھی دور سے سنتے اور دیکھتے نہیں تھے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سورت حجرات (۲) کے متعلق بیان کرتے ہیں:

مَا كَانَ عُمَرُ يُسْمِعُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هٰذِهِ الْآيَةِ حَتّٰى يَسْتَفْهِمَهُ.

''اس آیت کے نازل ہونے کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب بھی رسول اللہ ﷺ سے بات کرتے (تو اتنی آہستہ کرتے) کہ نبی کریم ﷺ کو عمر رضی اللہ عنہ سے دوبارہ دریافت کرنا پڑتا۔''

(صحيح البخاري: 4845)

اگر نبی کریم ﷺ ہر بات کو سنتے ہیں، تو عمر رضی اللہ عنہ کی آہستہ کی گئی بات دوبارہ کیوں پوچھتے تھے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی (دروازے پر) آئی اور ملاقات کی اجازت طلب کی، نبی کریم ﷺ کو بتایا گیا کہ زینب آئی ہیں، پوچھا: کون سی زینب؟ بتایا گیا

کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی، فرمایا: ہاں، اسے اندر آنے دو!

(صحيح البخاري : 1462)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر دور سے ہر چیز دیکھتے ہیں، تو دروازے سے باہر کھڑی زینب رضی اللہ عنہا کو کیوں نہ پہچان سکے؟ بلکہ پوچھنا پڑا کہ کون سی زینب؟

⑥ مفتی صاحب سورت آل عمران (۱۷۹) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس غیب سے وہ غیب مراد ہے، جو دلائل سے بھی معلوم نہ ہو سکے، جیسے آئندہ واقعات اور ان چیزوں کا علم، جو اللہ کا اپنا غیب ہے۔ اس کی تفسیر اس آیت سے ہے: ﴿فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا، إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُولٍ﴾۔''

(تفسیر نور العرفان، ص 114)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

ثُمَّ قَالَ : ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ﴾ أَيْ أَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ غَيْبَ اللّٰهِ فِي خَلْقِهٖ حَتّٰى يُمَيِّزَ لَكُمُ الْمُؤْمِنَ مِنَ الْمُنَافِقِ، لَوْلَا مَا يَعْقِدُهُ مِنَ الْأَسْبَابِ الْكَاشِفَةِ عَنْ ذٰلِكَ .ثُمَّ قَالَ : ﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهٖ مَنْ يَشَاءُ﴾ كَقَوْلِهٖ : ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا ......﴾ .

''پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ﴾ ''اللہ تعالیٰ تمہیں غیب پر مطلع نہیں کرنے والا۔'' یعنی تم اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں موجود اس کا غیب نہیں جان سکتے کہ تمہیں مؤمن اور منافق کی تمیز ہو جائے۔ ہاں اگر وہ اسباب موجود ہوں، جو اس غیب سے پردہ اٹھا سکتے ہیں، پھر فرمایا:

﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ﴾ ''لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں جسے چاہتا ہے، (اس غیب سے پردہ اٹھانے کے لیے) اس کا انتخاب کر لیتا ہے۔'' یہ فرمان اس آیت کی طرح ہی ہے: ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا......﴾ ''(وہی) عالم الغیب ہے، وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا......۔''

(تفسیر ابن کثیر : 155/2)

❁ نیز فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ : ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُولٍ﴾ هٰذِهٖ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿وَلا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ إِلَّا بِمَا شَاءَ﴾(البقرۃ : ٢٥٥) وَهٰكَذَا قَالَ هَاهُنَا : إِنَّهٗ يَعْلَمُ الْغَيْبَ وَالشَّهَادَةَ، وَإِنَّهٗ لَا يَطَّلِعُ أَحَدٌ مِّنْ خَلْقِهٖ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ إِلَّا مِمَّا أَطْلَعَهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ؛ وَلِهٰذَا قَالَ : ﴿فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُولٍ﴾ وَهٰذَا يَعُمُّ الرَّسُولَ الْمَلَكِيَّ وَالْبَشَرِيَّ .

''اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا ۞ إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُولٍ﴾ ''(وہی) عالم الغیب ہے، وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا، سوائے کسی رسول کے جسے وہ پسند کرے۔'' اس آیت کی طرح ہے: ﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ إِلَّا بِمَا شَاءَ﴾(البقرۃ : ٢٥٥)

’’وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کو اپنے احاطے میں نہیں لا سکتے، سوائے اس بات کے جو وہ چاہے۔‘‘ اسی طرح یہاں فرمان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ غیب اور ظاہر چیزوں کو جاننے والا ہے۔ اس کی مخلوق میں سے کوئی بھی اس کے علم میں سے کسی بھی چیز پر اطلاع نہیں پا سکتا، سوائے اس چیز کے جس پر اللہ تعالیٰ خود کسی کو مطلع کر دے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا کہ: ﴿فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ أَحَدًا ۞ إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُولٍ﴾ ’’وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے کسی رسول کے جسے وہ پسند کرے۔‘‘ یہ بات فرشتے رسول اور بشر رسول دونوں کو شامل ہے۔‘‘

(تفسیر ابن کثیر : 326/4)

۞ نیز فرماتے ہیں:

أَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنْ يُفَوِّضَ الْأُمُورَ إِلَيْهِ، وَأَنْ يُخْبِرَ عَنْ نَفْسِهٖ أَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ، وَلَا اطِّلَاعَ لَهٗ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ إِلَّا بِمَا أَطْلَعَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ، كَمَا قَالَ تَعَالَى : ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ أَحَدًا﴾ .

’’اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا ہے کہ آپ تمام امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں اور اپنے بارے میں خبر دے دیں کہ وہ مستقبل کے غیب کو نہیں جانتے، نہ آپ کو اس میں سے کسی چیز کی اطلاع ہے، سوائے اس کے جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطلاع دے دی ہے جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا

يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا﴾ ''(وہی) عالم الغیب ہے، وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔''

(تفسير ابن كثير : 249/3)

یعنی اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی اپنے رسول کو غیب کی بات پر مطلع کر دیتے ہیں۔

⑦ مفتی صاحب سورت نساء (۴) کے تحت لکھتے ہیں:

''بعض علما اس آیت سے فرماتے ہیں کہ عورت کا مہر بڑی برکت والی چیز ہے، اگر کسی کے بچہ کو شفا نہ ہوتی ہو، تو وہ اپنے مہر سے اس کا علاج کرے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص122)

محض خیال ہے۔

⑧ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''درود شریف ہماری پہلی ماں حضرت حواء کا مہر ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص122)

بے سند ہے۔

⑨ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''ہر نبی اپنی امت کے نیک و بد کی گواہی دیں گے اور امت محمدی ان نبیوں کی گواہ ہو گی اور حضور ﷺ اپنی اُمت کے گواہ ہوں گے، مگر ان کی گواہیوں میں فرق ہو گا کہ آپ کی امت کی گواہی تو آپ سے سن کر ہو گی اور آپ کی گواہی چشم دید ہو گی، اس لیے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ اگلے پچھلے تمام حالات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں، اس لیے کفار حضور کی گواہی پر وہ اعتراض نہ کر سکیں گے،

جو اُمت کی گواہی پر اعتراض کریں گے، کہ یہ لوگ بغیر دیکھے گواہی کیسے دے رہے ہیں؟''

(تفسیر نور العرفان، ص133)

انبیا اپنی امتوں کے خلاف گواہی دیں گے، اس بنا پر نہیں کہ وہ بعد از وفات واقعات عالم کی خبر رکھتے ہیں، بلکہ انہیں بتا دیا جائے گا کہ آپ کی امت یہ یہ کرتی رہی، کیا آپ نے انہیں یہ حکم دیا تھا، تو ہر نبی اپنی امت کے خلاف گواہی دے گا۔ نبی کریم ﷺ وحی کی بنا سابقہ انبیائے کرام کے حق میں گواہی دیں گے کہ اے اللہ یہ انبیا سچے ہیں۔

❁ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں ایک بشر ہوں، آپ میرے پاس مقدمات لاتے ہیں، ممکن ہے کوئی اپنے دعوی کے دلائل کو بہتر انداز میں سمجھانے کی صلاحیت رکھتا ہو اور میں دلائل کی سماعت کی بنیاد پر اس کے حق میں فیصلہ دے دوں، وہ اگر فیصلہ لینے میں حق بجانب نہ ہوا اور اس کے بھائی کے حق کا ایک بھی ٹکڑا اس کے فیصلے میں آ گیا، تو وہ اس کے لئے آگ کا ٹکڑا ہوگا۔''

(صحيح البخاري : 7169، صحيح مسلم : 1713)

نبی کریم ﷺ اُمت کے حالات کا مشاہدہ نہیں فرما رہے۔ آپ کی زندگی میں بھی ایسا نہیں تھا۔ تب ہی تو فرمایا کہ جو اپنے دعویٰ کے دلائل کو بہتر انداز میں پیش کر کے فیصلہ اپنے حق میں کرا لے گا، تو وہ اس کے لیے آگ ہے۔

❁ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي عَلَى الْحَوْضِ حَتّٰى أَنْظُرَ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ، وَسَيُؤْخَذُ

نَاسٌ دُونِي، فَأَقُولُ : يَا رَبِّ مِنِّي وَمِنْ أُمَّتِي، فَيُقَالُ : هَلْ شَعَرْتَ مَا عَمِلُوا بَعْدَكَ، وَاللّٰهِ مَا بَرِحُوا يَرْجِعُونَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ، فَكَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، يَقُولُ : اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلٰى أَعْقَابِنَا، أَوْ نُفْتَنَ عَنْ دِينِنَا .

''میں حوض کوثر پر آپ کا انتظار کروں گا، دیکھوں گا کہ کون میرے پاس آتا ہے۔ وہاں کچھ لوگوں کو مجھ سے دور کر دیا جائے گا، میں عرض کروں گا: میرے رب! یہ میرے اپنے ہیں، یہ میرے امتی ہیں، چنانچہ مجھ سے کہا جائے گا: آپ ان کے کارناموں سے واقف ہیں؟ واللہ! یہ لوگ تاحیات گمراہی کے رسیا رہے۔ راویٔ حدیث ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ کہا کرتے تھے: اے اللہ! ہم اس بات سے تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم گمراہی کے رسیا ہوں یا اپنے دین کے بارے میں فتنے میں مبتلا ہو جائیں۔''

(صحيح البخاري : 6593، صحيح مسلم : 2293)

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلَا وَإِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، وَأُكَاثِرُ بِكُمُ الْأُمَمَ، فَلَا تُسَوِّدُوا وَجْهِي، أَلَا وَإِنِّي مُسْتَنْقِذٌ أُنَاسًا، وَمُسْتَنْقَذٌ مِنِّي أُنَاسٌ، فَأَقُولُ : يَا رَبِّ أُصَيْحَابِي؟ فَيَقُولُ : إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ .

''سنو! میں حوض (کوثر) پر آپ کا پیش رو ہوں گا اور آپ کی کثرت میرے لئے دوسری امتوں پر وجہ تفاخر ہوگی۔ مجھے (روز قیامت) شرمندہ نہ کر دینا،

سنو! میں کچھ افراد کو (جہنم سے) چھڑاؤں گا اور کچھ افراد مجھ سے چھین لیے جائیں گے (اور جہنم رسید کر دیئے جائیں گے) میں کہوں گا: یا الہا! میرے ساتھی؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، آپ کو معلوم نہیں، انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعات جاری کیں؟''

(سنن ابن ماجه: 3057، وسندہٗ حسنٌ، وأخرجه مسدّد في مسنده كما في مصباح الزّجاجة: 207/3، وأحمد: 412/5، والنّسائي (الكبرٰى: 4099)، وسندہٗ صحيحٌ)

❀ علامہ بوصیری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(مصباح الزّجاجة: 207/3)

⑩ مفتی صاحب سورت نساء (۶۰) کے تحت لکھتے ہیں:

''بشر منافق کا ایک یہودی کے ساتھ کچھ جھگڑا تھا، یہودی نے کہا: چلو حضور سے فیصلہ کرائیں، منافق بولا کہ چلو کعب بن اشرف سے فیصلہ کرائیں، یہودی نے کعب بن اشرف کو پنچ ماننے سے انکار کر دیا اور مقدمہ بارگاہ نبوی میں پیش ہوا، حضور نے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا، بشر منافق اس فیصلہ پر راضی نہ ہوا، پھر یہ دونوں حضرت عمر فاروق کے پاس یہ مقدمہ لائے، یہودی نے آپ سے عرض کیا کہ بارگاہ نبوی میں میرے حق میں فیصلہ ہو چکا ہے، مگر بشر راضی نہ ہوا اور آپ کے پاس لایا، فاروق اعظم نے اسے قتل کر دیا اور فرمایا کہ جو فیصلہ مصطفوی سے راضی نہ ہو، اس کا فیصلہ یہ ہے۔ اس پر یہ آیت اتری۔''

(تفسیر نور العرفان، ص138)

یہ روایت تفسیر ابن ابی حاتم (۵۵۶۰) اور امالی ابن بشران (۱۷) وغیرہ میں آتی ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے۔

۱۔ عبداللہ ابن لہیعہ ضعیف، مختلط اور مدلس ہے۔

۲۔ ابو الاسود رحمہ اللہ تابعی ہیں، بلا واسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کر رہے ہیں، لہٰذا سند مرسل ہے۔

⑪ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''جو حاجی راستے میں فوت ہو جائے، وہ حاجی ہے، بلکہ ہر سال حج کا ثواب پائے گا، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص148)

یہ حدیث مسند ابی یعلی (٦٣٥٧) وغیرہ میں آتی ہے۔ سند ضعیف ہے۔

۱۔ محمد بن اسحاق کا عنعنہ ہے۔

۲۔ جمیل بن ابی میمونہ مجہول الحال ہے۔

جس روایت میں ان دونوں کی متابعت ہے، اس میں ابو معاویہ ضریر کا عنعنہ ہے۔

⑫ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ قصر نہ پڑھنے والا ایسا ہی گناہ گار ہے، جیسا کہ فجر کے فرض چار پڑھنے والا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص148)

ان الفاظ سے کوئی روایت نہیں مل سکی۔ مسافر کے لیے قصر افضل ہے اور پوری پڑھنا جائز ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْصُرُ فِي السَّفَرِ وَيُتِمُّ،

وَيُفْطِرُ وَيَصُومُ.

''نبی کریم ﷺ سفر میں نماز قصر بھی کر لیتے تھے اور پوری بھی پڑھ لیتے تھے، اسی طرح روزہ چھوڑ بھی دیتے تھے اور رکھ بھی لیتے تھے۔''

(سنن الدّارقطني : 2298، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ عبدالرحمٰن بن یزید نخعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّى بِنَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، فَقِيلَ ذٰلِكَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَاسْتَرْجَعَ، ثُمَّ قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، فَلَيْتَ حَظِّي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ.

''ہمیں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں چار رکعات نماز پڑھائی، اس کی خبر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو دی گئی، تو انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت پڑھیں، پھر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو رکعت پڑھیں اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو رکعت ہی پڑھیں۔ کاش کہ میرے حصے میں چار کی بجائے وہی دو رکعتیں آئیں، جو (اللہ کے ہاں) مقبول ہوں۔''

(صحيح البخاري : 1084، صحيح مسلم : 695)

۞ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهٗ يَجُوزُ لِلْمُسَافِرِ إِتْمَامُ الصَّلَاةِ، وَلَوْلَا ذٰلِكَ مَا أَقَرُّوا عُثْمَانَ عَلَيْهِ.

''یہ حدیث دلیل ہے کہ مسافر کے لیے پوری نماز پڑھنا بھی جائز ہے، اگر ایسا نہ ہوتا، تو لوگ (صحابہ وتابعین) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اس عمل پر قائم نہ رہنے دیتے۔''

(كشف المُشكِل من حديث الصّحيحَين :276/1)

⑬ مفتی صاحب سورت نساء (۱۰۵) کے تحت لکھتے ہیں:

''یہ آیت طعمہ بن اُبیرق کے متعلق نازل ہوئی، جس نے اپنے پڑوسی قتادہ بن نعمان کی زرہ چرائی اور آٹے کی بوری میں رکھ کر ایک یہودی کے گھر امانۃً رکھ آیا۔ تلاش کرنے پر زرہ اور بوری یہودی کے گھر سے برآمد ہوئی، یہودی نے کہا کہ طعمہ رکھ گیا ہے، طعمہ کی قوم اپنی برادری کی حمایت میں یہ کوشش کرنے لگی کہ یہودی کا جرم ثابت ہو، طعمہ بری ہو جاوے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص150)

یہ واقعہ تفسیر طبری (۲۶۳/۷) وغیرہ میں آتا ہے۔ سند ضعیف ہے۔ عطیہ عوفی ضعیف اور مدلس ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀